

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تا عصر حاضر اجتہادی مساعی کا جائزہ

A review of Ijtihadi efforts from the time of the Prophet SAAW to the present

Haq Nawaz ,PhD Scholar

Department of Islamic Thought and Civilization,
University of Management and Technology, Lahore
drmuftihaqnawaz@gmail.com

Dr. Humaira Ahmad

Associate Professor
Department of Islamic Thought and Civilization,
University of Management and Technology, Lahore
humaira.ahmad@umt.edu.pk

Inayat ur Rahman ,PhD Scholar

Department of Islamic Thought and Civilization
School of Social Sciences and Humanities (SSH)
inayatbary@gmail.com

Abstract

It is objected to Islamic jurisprudence that there are differences of opinion in Islamic jurisprudence, so it divided the people into different sects and divided the Muslim Ummah. This objection is actually made by those who do not know Islamic jurisprudence. Because the difference of Ijtihadi opinions did not start today, but its history is as old as Islam. In this way, the second objection is that Islamic jurisprudence has become old. Solving new problems is now impossible with Islamic jurisprudence. Because the jurists have become a victim of stagnation- The door of Ijhaad has been closed. This objection is

also not correct because Ijtahid efforts have been taking place in every era since the time of the Prophet (peace be upon him) until the present age. Which is a proof that the door of ijtihad has not been closed in any era. In some periods, the ijtihad efforts have slowed down, but this journey has never stopped.

Key words: Quran , sunnat, Islamic jurisprudence, Ijtihad, Effort, ancient, contemporary, jurists.

فقہ اسلامی سے اختلاف رکھنے والوں کا بنیادی اعتراض یہ ہے جو کہ فقہ اسلامی کی صحیح سمجھ نہ رکھنے والوں کی جانب سے ہوتا ہے کہ اس فقہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور اس اختلاف رائے نے امت کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جبکہ عموماً جو فقہ اسلامی میں اختلاف رائے ہے وہ اجتہادی مسائل میں ہوتا ہے۔ تو اس مقام پر اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فقہ اسلامی میں خصوصاً مسائل میں اختلاف باعث رحمت ہے یا باعث زحمت۔ یہ کوئی امت میں نئی چیز پیدا کر دی گئی ہے یا اسکی تاریخ پرانی ہے۔ اسی طرح یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ فقہ اسلامی پرانی ہو چکی ہے۔ نئے مسائل کو حل کرنا فقہ اسلامی کے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ فقہاء جمود کا شکار ہو چکے ہیں اور اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے کیونکہ اجتہادی مسائل میں عہد نبوی سے عصر حاضر تک ہر دور میں ہوتی رہی ہیں جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اجتہاد کا دروازہ کبھی بند نہیں رہا۔ فقہ اسلامی پر ہونے والے عصر حاضر کے اعتراضات کو حل کرنے کے لئے اجتہاد کے ارتقاء کی مختصر تاریخ پیش کی جا رہی ہے۔

بحث اول: عہد نبوی ﷺ میں اجتہاد (41 عمر نبوی-11ھ)

اجتہاد کا دور اول رسول ﷺ کا دور مبارک ہے حضور ﷺ نے خود بھی اجتہاد فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی حکم دیا کئی مجتہدین جب اجتہاد کریں گے تو ان میں اختلاف رائے

بھی ہو گا حضور ﷺ نے اس کو پسند فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے "اِخْتَلَا فُ اُمَّتِي رَحْمَةً"۔¹ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

اسکی صحت و ضعف میں اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہے۔ مگر اسکا مفہوم بالکل واضح ہے کہ اہل علم کا دین کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنا امت کے لئے باعث رحمت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے لوگوں کے لئے عمل کی راہیں آسان ہوں گی جیسا کہ حضور ﷺ کے دور میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں مثلاً

1۔ غزوہ خندق کے موقع پر جماعت صحابہ کو روانہ فرمایا اور تاکید سے حکم دیا کہ

لَا تُصَلُّوْنَ اَحَدَ الْعَصْرِ اِلَّا بِنِي قُرَيْبَةَ² تم میں سے کوئی عصر کی نماز پڑھے تو بنو قریظہ میں جا کر پڑھے۔

مگر ہوا یوں کہ عصر کی نماز کا وقت راستے میں ہو گیا اس موقع پر صحابہ کرام کی رائے میں اختلاف ہو گیا دو جماعتیں بن گئیں۔ دونوں کا اجتہاد الگ الگ ہو گیا ایک جماعت کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ کا منشا تھا جلدی چلو یہ مطلب نہ تھا کہ نماز کا وقت ہو تو چھوڑ دینا لہذا نماز پڑھ لی دوسری جماعت نے حضور ﷺ کے الفاظ اور تاکید پر عمل کیا اور عصر کی نماز بنو قریظہ جا کر پڑھی جب حضور ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ نے کسی سے ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا دونوں کی تصویب فرمائی۔ فَلَمْ يَنْتَفِ وَاحِدًا مِنْهُمْ³

2۔ سنن ابی داود کی روایت ہے دو صحابی کسی سفر میں جا رہے تھے راستے میں نماز کا وقت ہو گیا پانی کہیں نہ ملا دونوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا ایک صحابی نے وضو کیا اور نماز پھر سے پڑھ لی اور دوسرے نے اسی نماز کو کافی سمجھا حضور ﷺ کے پاس آ کر دونوں نے اپنا واقعہ بیان کیا آپ ﷺ نے اسے فرمایا جس نے نماز نہ لوٹائی تھی۔ "اَصَبْتَ السُّبُّوْا جَزَاكَ صَلَاتُكَ" تو نے صحیح بات پالی اور تجھے تیری نماز کافی ہو گئی

اور دوسرے سے فرمایا۔ لَکَ الْاِجْرُ مَرَّتَيْنِ ترجمہ: تجھے دو اجر ملیں گے۔⁴

کئی مواقع ایسے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے سوالوں کا جواب اس انداز میں دیا کہ انہیں مسائل میں اجتہاد کا سلیقہ معلوم ہوا۔ ان مواقع پر جواب دیتے ہوئے صرف جواب نہ دیا بلکہ اس حکم کی علت بیان کر دی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فقہی تربیت رسول اللہ ﷺ نے قیاس و رائے (فقہی بصیرت) کو خود بھی بعض مواقع میں استعمال فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی نہایت سیدھے سادے انداز سے اس طریقے کو سمجھایا اور ان کی تربیت کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے گونا گوں شعبوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت جس انداز سے کی، اُس کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں

3۔ حج کی ادائیگی ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی، وہ حج نہ کر سکی اور مر گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ؟ قال نعم قال فاقض دین اللہ فہو الحق بالقضای“۔⁵ تیری بہن پر اگر قرض ہوتا تو کیا تو اُسے ادا کرتا؟ بولا جی ہاں۔ فرمایا اس کو ادا کر، اللہ تعالیٰ کا قرض اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کو ادا کیا جائے۔“

یہاں حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے قرض کو انسان کے قرض پر قیاس کیا، یہ علت دونوں میں موجود ہے، ان میں سے ہر فرض کی ادائیگی ضروری ہے۔

4۔ خشمیہ نامی ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے باپ پر حج فرض ہے، لیکن وہ بہت بوڑھا ہے، سواری پر بیٹھ نہیں سکتا، کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اس پر قرض ہوتا اور تم وہ ادا کرتیں تو کیا وہ کافی ہو جاتا؟ اس نے کہا جی ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کا قرض ادا

کرنا زیادہ ضروری ہے۔⁶ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک خاتون کو بھی فقہی بصیرت سے آشنا کر دیا۔

5- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مالدار صدقہ خیرات کرتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، وہ آخرت میں ہم سے بازی لے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی یہ کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا وہ صدقہ کرتے ہیں، ہم صدقہ خیرات نہیں کرتے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے بھی صدقہ ہے، تمہارا راستے سے ہڈی اٹھانا صدقہ ہے، تمہارا گناہ سے بچنا بھی صدقہ ہے، تمہارا کمزور کی مدد کرنا صدقہ ہے، اور تمہارا اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا صدقہ ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں اپنی شہوت پوری کرنے پر اجر دیا جاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ذرا غور کرو اور دیکھو) اگر تم یہی کام اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور کے ساتھ کرتے تو کیا تم گنہگار نہ ہوتے؟ میں نے کہا جی ہاں! تو کیا تم اپنے آپ کو شروءِ بدکاری سے نہیں روکتے ہو؟ اور کیا تم یہ نیک کام انجام نہیں دیتے ہو؟⁷

اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے قیاس کیا۔ آپ ﷺ نے قیاس کے طریقے سے ہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رہنمائی فرمائی۔ آپ ﷺ نے متعدد صحابہ کرام کو خود اجتہاد کا حکم ارشاد فرمایا مثلاً

6- ایک مرتبہ دو شخص حضور ﷺ کے پاس اپنا معاملہ لے کر آئے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو عرض کیا یا رسول اللہ میں فیصلہ کروں جبکہ آپ ﷺ خود موجود ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نعم انک ان اصبت فلک عشر اجر وان اجتهدت فاحطات فلک اجر⁸

’تم اجتہاد کرو صحیح اجتہاد کی صورت میں دس نیکیاں اور غلط اجتہاد کی صورت میں ایک نیکی ملے گی۔‘

یہ روایت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضور ﷺ نے امت کو اجتہاد تلقین فرمائی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی موجودگی میں تقریباً چودہ صحابہ کرام فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل رضوان اللہ علیہم اجمعین معروف ہیں⁹

بحث دوم: خلفاء راشدین کے دور میں اجتہاد (11ھ-49ھ)

حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا صحابہ کرام کی ذمہ داریوں میں اس ذمہ داری کا بھی اضافہ ہو گیا کہ امت کے نئے مسائل کا حل نکالا جائے۔ لہذا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلافت پر متمکن ہوئے تو نئے پیش آمدہ مسائل کو قرآن مجید پر پیش کرتے اگر ناپاتے تو سنت پر پیش کیا جاتا اس میں بھی ناپاتے تو صحابہ کرام کو جمع کر کے اجتہاد کیا جاتا اور باہمی مشورہ سے مسائل کا تلاش کیا جاتا۔ خلفائے راشدین کے دور میں اجتہاد کی یہ خاص صورت سامنے آئی کہ حضور ﷺ کے دور میں اجتہاد انفرادی درجے کا ہوتا تھا اب اجتہاد اجتماعی کی صورت سامنے آئی جس کو اجماع کا نام دیا گیا اس دور میں قرآن و سنت کے بعد اجماع کو تقدم حاصل تھا¹⁰

صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین کے اجتہاد عموماً چار طرح کے ہوتے تھے

اول: ان کا اجتہاد نص کی معرفت کے حصول میں ہوتا تھا۔

دوم: صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا اجتہاد نصوص کے درمیان تعارض دور کرنے میں تھا۔

سوم: مسکوت کو منصوص سے ملانا بھی صحابہ کرام کے اجتہادات میں شامل تھا۔

چہارم: نصوص میں واضح حکم یا علت نالنے کی صورت میں قواعد کلیہ، مقاصد شریعت۔¹¹

عہد صدیقی: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معروف ترین اجتہاد جو انھوں نے فتنہ ارتداد کے خلاف اجتہاد کیا جب ایک جماعت نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو سیدنا صدیق اکبر نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا کہ جو زکوٰۃ ادا نہ کرے گا ان کے خلاف ضرور ناضرور قتال کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف رائے بھی کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شرح صدر ہو گیا اور ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق ہو گیا۔¹²

عہد فاروقی: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور اسلامی فتوحات کا دور ہے۔ فتوحات میں نئے مسائل اور اجتہاد کی ضرورت پیش آئی اور اجتہاد کی ضرورت مزید بڑھ گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجتہد کی حیثیت سے ایسے فیصلے کئے جن کی پہلے مثال نہیں تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں کئی نئے محکمے قائم کئے عدلیہ کو منظم کیا مجلس شوریٰ کو قائم کیا اسی اجتماعی شوریٰ سے ہی امت کو روشنی ملی جس سے اجتماعی اجتہاد کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذوق اجتہاد کی ایک مثال: قرآن نے زکوٰۃ کے مصارف ثمانیہ میں سے ایک مؤلفۃ القلوب کو قرار دیا ہے جنہیں اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم دی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے مصرف کو موقوف فرما دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس حکمت پر غور فرمایا جسکے تحت ان کو زکوٰۃ دی جاتی تھی۔ علت اسلام کا افراد کے اعتبار سے کمزور ہونا تھا اب اسلام کو اللہ تعالیٰ نے قوت و شوکت عطاء فرمادی تھی اسلئے اب ان غیر مسلموں کو اسلام کے دائرہ میں لانے کے لئے زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہ تھی یہ آپ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کی عمدہ مثال ہے۔¹³

عہد ذوالنورین: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ اسلام عرب کی حدود سے نکل کر فارس، روم اور افریقہ تک پھیل گیا۔ ہر علاقے کے لوگ مسلمان ہو کر قرآن پاک سیکھنے کی کوشش کرتے مختلف علاقوں کی مختلف قراتیں تھیں۔ صحابہ کرام تو اس حقیقت سے واقف تھے مگر نئے مسلمان جب آپس میں ملتے قرآن پاک سناتے اور اختلاف دیکھتے تو پریشان ہو جاتے انکار تک کی نوبت آ جاتی۔¹⁴ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا اجتہادی کارنامہ یہی تھا امت کو ایک قراءت پر جمع کر کے بڑے فتنے سے بچالیا حضرت عثمان غنی نے بقیہ تمام نسخوں کو جلانے کا حکم دے دیا تاکہ آئندہ تمام اختلافات کا خاتمہ ہو سکے اور قرآن پاک ہر طرح کے التباس سے محفوظ ہو جائے۔¹⁵

عہد مرتضیٰ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے خوب اجتہادی بصیرت عطاء فرمائی تھی ہر دور میں ان کا مقام و مرتبہ نمایاں رہا ہے تمام خلفاء اپنے فیصلوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشاورت کرتے اور ان کے مشوروں پر عمل درآمد کیا کرتے تھے قوت فیصلہ و قضا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی مثال آپ تھے دربار رسالت ﷺ سے ان کو "واقضہ ام علی" کا پروانہ ملا تھا ان کے بے شمار اجتہادی کارنامے ہیں دور صحابہ اجتہادی استدلال کی نشوونما کا ابتدائی دور تھا اس دور میں اجتہاد کے قوانین وضع نہ کئے گئے تھے ہر مجتہد کے پاس اپنے اجتہاد پر دلائل ہوتے تھے۔

مبحث سوم: صغار صحابہ کرام اور کبار تابعین کے دور میں اجتہاد (50ھ-100ھ)

اس دور میں اگرچہ صحابہ کرام موجود تھے مگر خلافت راشدہ کا دور اختتام پزیر ہو چکا تھا بڑے صحابہ یا تو اس فانی دنیا سے کوچ فرما گئے تھے یا دنیا کے مختلف علاقوں میں پھیل کر دین کی خدمت میں مصروف عمل تھے البتہ اس دور میں جلیل القدر صحابہ کرام سے استفادہ کرنے والے کبار تابعین موجود تھے جو کہ اجتہادی صلاحیتوں کے مالک اور حضور ﷺ کے دین کے امین تھے۔ تابعین چونکہ صحابہ کرام کے شاگرد تھے اس لئے ان تابعین میں اپنے اپنے استاد کا رنگ خوب نظر آتا ہے۔ صحابہ

کرام دو طرح کے تھے ایک جو رائے سے زیادہ کام لیتے تھے اور دوسرے وہ جو رائے سے کم کام لیتے تھے۔ یہی مزاج تابعین میں منتقل ہوا اسی لئے تابعین میں یہ دو طبقات سامنے آئے۔ وہ طبقہ جو کثرت قیاس کرتا وہ "اہل رائے" شمار ہونے لگا اور کثرت روایات کرتا وہ طبقہ "اہل الحدیث" کے نام سے موسوم ہوا۔¹⁶ یوں تو احادیث نبویہ کی تحریر و تدوین کا کام انفرادی طور پر حضور ﷺ کے عہد سے جاری تھا مگر حالات کے پیش نظر سرکاری سطح پر جمع حدیث اور تدوین حدیث کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم پر اس کام کا اہتمام ہوا اس دور میں ہی استنباط احکام کے مختلف رجحانات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے مگر فقہی مذاہب کی تشکیل نہ ہوئی البتہ فقہی مذاہب کی تشکیل کا راستہ اسی دور میں ہموار ہوا یہی دور فقہی مذاہب کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔¹⁷

بحث چہارم: ائمہ اربعہ کے دور میں اجتہاد (دوسری، تیسری صدی ہجری)

یہ دور اس لحاظ سے سب سے اہم اور نمایاں دور ہے کہ اس دور میں فقہی مذاہب کی تشکیل ہوئی فقہی احکام و قوانین کا استنباط ہوا یہ دور صغار تابعین اور تبع تابعین و مابعد کا دور ہے اس دور فتنے بھی سامنے آئے اور علوم اسلامیہ نے ترقی بھی خوب کی امام شافعیؒ نے ایسے گروہ کا بھی ذکر کیا جو مطلقاً حدیث کا ہی منکر تھا۔¹⁸ اس دور میں فقہ کی بنیاد پر مختلف مذاہب قائم ہوئے۔ صرف وہ ائمہ جن کے مذاہب قائم ہوئے انکی تعداد چودہ ہے۔ ان میں سب سے پہلے حضرت حسن بصریؒ کو شمار کیا گیا۔ پھر علی الترتیب امام ابو حنیفہؒ، امام عبدالرحمن اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام مالک بن انسؒ، امام سفیان بن عیینہؒ، امام محمد بن ادریس الشافعیؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ، امام ابو ثور ابراہیم بن خالدؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو سلیمان داؤد بن علی ظاہریؒ اور امام ابو جعفر محمد بن جریر طبریؒ کو شمار کیا ہے اسی فہرست میں علی بن احمد بن حزم کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔

زمانہ گزرنے کے ساتھ ائمہ مجتہدین میں چار اماموں کے مذاہب کے علاوہ باقی سب کتابوں کی زینت بن گئے۔ وہ چار امام یہ ہیں امام ابو حنیفہؒ، امام مالک بن انسؒ، امام محمد بن ادریس شافعیؒ اور امام

احمد بن حنبل ان کو ائمہ اربعہ کہا جاتا ہے اور ان کے مقلدین پوری دنیا میں آج بھی پھیلے ہوئے ہیں ان فقہاء نے مسائل کے استنباط کے منہج و طریقہ میں باہم اختلاف کیا جس سے ایک مستقل فن وجود میں آیا جس کا نام "اصول فقہ" ہے اور اس موضوع پر اس کے بعد تمام ادوار میں آج تک مختلف کتب تصنیف ہو رہی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے فقہی اصول فقہ کے موضوع پر "الرسالۃ" کے نام سے کتاب تصنیف کی گئی۔ اصول فقہ کے علاوہ اس دور میں فقہی اصطلاحات بھی متعین کی گئی جن کے ذریعے سے احکام کے مراتب اور درجات بتائے جاتے ہیں مثلاً فرض واجب، سنت، حرام، مکروہ وغیرہ اس دور میں صرف پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش نہ کیا گیا بلکہ امکانی مسائل فرض کر کے ان کے احکام بتائے گئے تاکہ آئندہ اگر یہ مسائل پیش آئیں تو ان کا حکم پہلے سے موجود ہو۔ اس دور میں فقہی قواعد بھی بنائے گئے یہ قواعد قرآن و سنت کو مد نظر رکھ کر بنائے گئے تھے تاکہ ان قواعد کی روشنی میں فروعی احکام کا ادراک ہو سکے۔ اس دور میں تقلید میں وسعت تھی تقلید شخصی میں سختی نہ آئی تھی۔ لوگ اپنے مسائل اپنے شہر میں جو علماء میسر ہوتے ان سے پوچھ لیا کرتے تھے اگرچہ الگ الگ رجحان و میلان قائم ہو چکے تھے۔¹⁹

احناف کے اصول اجتہاد: ائمہ اربعہ میں سے امام ابو حنیفہؒ کے اصول اجتہاد خود انہیں کی زبانی امام صاحب فرماتے ہیں "اخذ بکتاب اللہ فالماجد فبسیر رسول اللہ ﷺ فان لم فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ ﷺ اخذت بقول اصحابہ اخذ بقول من شئت منہم وادع من شئت منہم ولا اخرج من قولہم الی قول غیرہم فلما اذا انتہی الامر اوجاء الی ابراہیم والشعبی وابن سیرین والحسن وعطاء وسعید بن مسیب وعدر جالاف قوم اجتہدوا فاجتہد کما اجتہدوا"²⁰

امام مالک رحمہ اللہ کے اصول اجتہاد: امام مالک کے اصول اجتہاد کے بارے میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ امام مالک کے اصول اجتہاد یہ ہیں کتاب اللہ سنت رسول ﷺ صحابہ کے اقوال واقضیہ اہل مدینہ کا تعامل، اجماع قیاس، استحسان، سد زرائع، مصالح مرسلہ، مراعاة الخلاف، عرف وعادت۔²¹ امام مالک کے اصول میں سے اجماع یا تعامل اہل مدینہ سب سے اہم ہے۔ اس لئے کہ خبر واحد کی قبولیت و عدم قبولیت میں ان کے یہی شرط ہے کہ وہ تعامل اہل مدینہ کے خلاف نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کئی جگہ

انہوں نے خبر واحد کو اسی لئے رد کر دیا کہ وہ اہل مدینہ کے تعامل کے خلاف ہے۔ امام مالک نے اہل مدینہ کے اجماع کو اس لئے حجت بنایا کہ وہ مدینہ مقام وحی تھا، خلفاء کا مسکن تھا اور شروع سے دار الاسلام تھا چنانچہ لیث بن سعد کے نام ان کے خط میں اس کے دلائل موجود ہیں۔²²

قاضی عبدالوہاب نے کہا ہے کہ اہل مدینہ کا اجماع اگر علی طریق العقل ہے تو پھر حجت ہے اور اگر علی طریق الاجتہاد ہے تو اس کے بارے میں امام مالک سے تین اقوال مروی ہیں۔

1- یہ حجت نہیں اور نہ ہی کسی دلیل کے رجحان کا باعث ہے۔

2- یہ حجت نہیں البتہ دو متعارض دلیلوں میں سے ایک کی ترجیح کا باعث ہے۔

3- یہ حجت ہے مگر اس کی مخالفت حرام نہیں ہے۔²³

امام شافعی رحمہ اللہ کا اصول اجتہاد: امام شافعیؒ کے اصول اجتہاد آپ کے اس قول سے واضح ہوتے ہیں۔

"والعلم طبقات شتى الاوليا الكتاب والسنة اذا ثبتت السنة ثم الثانية الاجماع فيماليس في كتاب ولا سنة والثالثة ان يقول بعض اصحاب النبي ﷺ لا تعلم له مخالفا منهم والرابعة اختلاف اصحاب النبي ﷺ في ذلك الخامسة القياس على بعض الطبقات ولا يصار الى شيء غير الكتاب والسنة وهما موجودان وانما يؤخذ العلم من الاعلى"²⁴

یعنی پہلے درجے میں کتاب و سنت، دوسرے درجے میں اجماع، تیسرے درجے میں اصحاب النبی ﷺ کا وہ قول کہ بعض دوسرے صحابہ نے اسکی مخالفت ناک کی ہو، چوتھے درجے میں صحابہ کے اختلافی اقوال اور پانچویں درجے میں ان پر قیاس۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کے نزدیک کتاب اللہ و سنت کو تقدم حاصل ہے اور وہ دونوں ایک درجے میں ہیں پھر اجماع پھر صحابہ کے متفقہ اقوال اور مختلف فیہ اقوال ہیں اور آخری درجے قیاس ہے۔

امام احمد بن حنبل کے اصول اجتہاد: اس بارے میں ان کے شاگرد ان کا قول نقل کرتے ہیں۔

سمعت ابا عبد الله يقول اذا كان في المسألة عن النبي ﷺ حديث لم نأخذ فيها بقول احد من الصحابة ولا بقول من بعدهم واذا كان في المسألة عن اصحاب رسول الله ﷺ قول مختلف نتخير من اقوالهم ولا نأخذ بقول من بعدهم واذا لم يكن

فیہا حدیث ولا قول لاحد من الصحابة نتخیر من اقوال التابعین و ربما كان الحدیث عن النبی ﷺ و فی اسنادہ شیء فناخذ بہ اذا لم یجئ خلافہ قال اخذنا بالحدیث المرسل اذا لم یجئ خلافہ²⁵
اس جامع عبارت سے مندرجہ ذیل اصول معلوم ہوتے ہیں۔

1۔ جب کسی معاملہ میں آپ ﷺ کی حدیث موجود ہو تو امام احمد اقوال صحابہ سے تعارض نہیں کرتے اور نا ہی اقوال تابعین کو دیکھتے ہیں۔

2۔ اگر حدیث رسول ﷺ موجود نہ ہو اور اقوال صحابہ مختلف ہوں تو اپنے اجتہاد کے موافق جس کو چاہتے ہیں لے لیتے ہیں اور اقوال تابعین کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔

3۔ اگر نہ حدیث رسول ﷺ موجود ہو نہ اقوال صحابہ تو پھر تابعین کے اقوال مختلفہ میں سے جسے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں۔

4۔ اگر حدیث رسول ﷺ کی سند مخدوس ہو تو اس وقت اسے لے لیتے ہیں جب اس سے معارض کوئی حدیث نا ہو

اس دور میں کئی مذاہب وجود میں آئے ہر ایک کے کچھ متفقہ اور کچھ مختلفہ اصول و ضوابط تھے جن میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کو دیگر ادوار میں ترقی ملی اور ان کے اصولوں کی روشنی میں خوب کام ہوا۔

مبحث پنجم: ائمہ اربعہ کے بعد کا دور (تیسری صدی ہجری - انیسویں صدی ہجری)

ائمہ اربعہ کے بعد بھی فقہ کے بڑے بڑے امام پیدا ہوئے جنہوں نے مصادر شریعت کی روشنی میں بھرپور اجتہاد کیا۔ ان ادوار میں فقہ اسلامی کی تدوین کا اہم کام انجام ہوا۔ اگرچہ سیاسی اعتبار سے مسلمان کمزور ہوئے خلافت سے محروم ہوئے، اچھا خاصہ علمی ورثہ ضائع بھی ہوا، ان ادوار میں مذاہب اربعہ مقبول ہوئے اسی دور سے فقہاء میں کسی فقہی مسلک میں محدود درجہ کم مسائل و احکام میں مہارت حاصل کرنے کا رجحان بڑھا۔ فقہاء کرام نے احکام کے علل اور وجوہات کی تلاش و دریافت کی۔ اجتہاد کر کے دلائل نقلیہ اور عقلیہ کا استخراج کیا گیا اسی طرح اس دور میں اہم ترین کام ترویج و تخریج کا ہوا۔ بعض مسائل میں ائمہ کرام کی کئی آراء تھیں ان میں سے بعض کو ترجیح کا کام ہوا اسی طرح کسی امام کی ملتی جلتی آراء کے مطابق دیگر مسائل کی تخریج ہوئی اسی طرح اپنے امام کے اصول کے اندر رہتے ہوئے فرعی مسائل میں اختلاف بھی کیا گیا اس عمل کو اجتہاد فی المذہب کا نام دیا گیا۔ فقہی احکام و مسائل میں بہترین ترتیب مرتب کر کے بکھرے احکام کی ترتیب بندی کی گئی۔ اصول فقہ کو کافی ترقی ملی تصنیفی نظام میں ایک نئی قسم کا اضافہ ہوا جسے فتاویٰ کا نام دیا گیا۔ اس دور میں فقہی مباحثوں اور مناظروں کا رواج عام ہوا۔ آٹھویں صدی ہجری میں متون پر اہم کام ہوا یعنی کوشش کی گئی کہ بے شمار فقہی مسائل کو انتہائی کم الفاظ میں بطور متن ذکر کر دیا جائے پھر بعض متون کی شرحیں خود لکھیں۔ بعض کی دوسرے فقہاء نے لکھیں۔ خلافت عثمانی کے دور میں فقہ میں جو اجتہادی کاوش ہوئی کہ فقہی قانون سازی اس دور میں فقہ و اجتہاد سے قانون سازی میں مدد ملی گئی تو خلافت عثمانیہ کی جانب سے اہم کارنامہ "مجلۃ الاحکام العدلیہ" تیار کیا گیا۔ جس میں مفتی بہ رائے ذکر کی گئی یہ مجلہ دفعہ وار تھا اور فقہ حنفی کے مطابق تھا²⁶

بحث ششم: عصر حاضر میں اجتہاد (بیسویں صدی سے تاحال)

بیسویں صدی سے اب تک کا دور تیز رفتاری سے تمام شعبوں میں ترقی اور انقلاب کا دور ہے زندگی اس دور میں بڑی تیزی سے تبدیل ہوئی سائنس ٹیکنالوجی اور عصر حاضر انٹرنیٹ کی ترقی نے دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیا ہے جب دنیا ترقی کرتی ہے تو جدید مسائل زیادہ درپیش ہوتے ہیں جس سے اجتہاد کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے تاکہ نئے پیش آمدہ مسائل کو صحیح طریقے سے حل کیا جاسکے۔ اس لئے اس دور میں خاص طور پر آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں نت نئے مسائل کے حل کے لئے انفرادی غور و فکر کے بجائے اجتماعی اجتہاد کو فروغ دیا جائے اس کے لئے ادارے قائم کئے جائیں کیونکہ اب علاقائی فقہ کے بجائے بین الاقوامی فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا اب ایک پیچ پر آچکی ہے اسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالم اسلام میں کئی کانفرنسز بھی منعقد کی گئیں۔ اس رجحان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یکے بعد دیگرے اجتماعی اجتہاد اور تحقیق کے متعدد ادارے قائم ہوئے۔

1. سب سے پہلے 1961ء میں مصر میں مجمع البحوث الاسلامیہ ازہر میں قائم ہوا۔
2. پھر مکہ مکرمہ میں الجمع الفقہی الاسلامی، رابطہ عالم اسلامی نے قائم کیا جس کا پہلا اجلاس 1978ء میں ہوا۔

3. پھر آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس نے ایک ادارہ مجمع الفقہ الاسلامی قائم کیا۔ جس کا پہلا سمینار 1984ء میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ اس ادارہ میں تمام اسلامی ممالک کو نمائندگی دی گئی۔
4. 1989ء میں ہندستان میں اسلامک فقہ اکیڈمی قائم ہوئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء و محققین شامل ہوئے۔

5. 1970ء میں جمعیت علماء ہند نے مباحث فقہیہ اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مجلس تحقیقات شرعیہ جیسے ادارے بنائے۔

6. 1997ء میں یورپ کے مسلمانوں نے اپنے علاقے کے پیچیدہ مسائل کو اجتماعی طور پر حل کرنے کے لئے المجلس الاوروبی للافتاء والبحوث کے نام سے آر لینڈ میں ادارہ قائم کیا۔²⁷

نیز اس دور میں انسائیکلو پیڈیا کی اسلوب تحقیق اختیار کیا گیا فقہ اسلامی کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دے کر جمع کرنے کی کوشش کی گئی اس طرح اس دور میں فقہ کی تدریس میں تقابلی مطالعہ کار جان عام ہو ا یونیورسٹیز میں ایک شعبہ فقہ اسلامی کا قائم کیا گیا۔ جبکہ مدارس اسلامیہ میں فقہ کو خاص اہمیت حاصل ہے آٹھ دس سالہ درس نظامی کورس میں فقہ کو خاص اہمیت سے پڑھایا جاتا ہے پھر الگ سے فقہ اور افتاء کے تخصص بھی ہوتے ہیں جس میں فقہ میں مہارت حاصل کر کے مفتی بن کر دارالافتاؤں میں لوگوں کے مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں جس طرح فقہ پر محنت کی ضرورت ہے اس میں کمی ہے چاہے وہ عصری علوم کے ادارے ہوں یا دینی علوم کے اس دور میں فقہ اسلامی میں تحقیقی کام جو کہ ہمارے فقہاء کا طرہ امتیاز تھا اس کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے اجتماعی علمی کاوشیں تعطل کا شکار ہیں فقہ اسلامی پر اجتماعی نظر ثانی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے آج بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی سلطان اور نگزیب عالمگیر کے دور میں تھی اور جسکے نتیجے میں فتاویٰ عالمگیری وجود میں آیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران علماء کو اعتماد میں لیکر ان سے یہ کار عظیم اپنی نگرانی میں لیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ عالم اسلام کے اجتہادی اداروں کا تعارف پیش کیا جائے تاکہ بیسویں صدی کی صورتحال خوب واضح ہو سکے۔

حاصل کلام

امت میں کبھی بھی اجتہاد کا دروازہ بند نہ رہا۔ عہد نبوی سے لے کر عصر حاضر تک ہر دور میں اجتہادی مساعی جاری رہیں۔ امت کی اکثریت نے کبھی اجتہاد سے منہ نہ موڑا۔ یہ بات محض الزام کے سوا کچھ نہیں ہے کہ امت پر اجتہاد کے دروازے بند کر دیے گئے ہیں۔ عہد نبوی ہو یا عہد صحابہ، ائمہ کرام کا دور ہو یا بعد کے ادوار، امت کے نابغہ روزگار افراد امت کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔ البتہ کسی دور میں اجتہادی مساعی کی رفتار کا سست ہونا اس بات کی علامت و دلیل نہیں ہوتا کہ سفر

روک دیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں بھی پورے عالم اسلام میں مختلف انداز میں اجتہادی کوششیں ہو رہی ہیں۔

¹ - جامع الاحادیث للسیوطی، 1:124 حدیث نمبر: 706؛ كشف الخفاء، 1:64 حدیث نمبر: 153؛ حسام الدین ہندی، کنز العمال

(بیروت: مؤسسة الرسالة، 1960ء)، 10:136۔

Al-Suyuti, 124:1 hadith number: 706; Kashf al-Khafa, 64:1 hadith number: 153; Hussamuddin Hindi, Kanzalamaal(Beirut: Al-Risalah Institute, 1960), 136:10.

² - ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، (بیروت: دار القلم، 1401ھ)، 2:591

Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Bukhari, Al-Jami al-Sahih, (Beirut: Dar al-Qalam, 1401 AH), 591:2

³ - ایضاً، 2:591۔

Ibid, 591:2.

⁴ - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم (دار الرسالۃ العالمیہ، 2009ء)، رقم: 338۔

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood, Kitab al-Malham (Dar al-Rasalat al-Alamiya, 2009), 338

⁵ - صحیح البخاری، کتاب الایمان و النذور، باب من مات و علیہ نذر، 2:991۔

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Iman wa al-Nazur, chapter Manmat wa al-Nazur, 991:2.

⁶ - ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن النسائی، باب حج المرأة عن الرجل (لاهور: قدیمی کتب خانہ) 2:4

Abu Abd al-Rahman Ahmad bin Shuaib al-Nasa'i, Sunan al-Nasa'i, chapter of
Hajj al-Mara'at al-Arqaal (Lahore: Old Library) 4:2

⁷ - امام احمد بن حنبل، مسند احمد (بيروت: المكتبة الاسلامي، 1998 هـ)، 154:5۔

Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad (Beirut: Al-Muktab al-Islami,
1998 AH), 154:5.

⁸ - محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري، المستدرک على الصحيحين، كتاب الاحكام (بيروت: دار الكتب العلمية، 1416 هـ)
7006 ح 99:4 ح 7006

Muhammad bin Abdullah Hakim Neshapuri, al-Mustadrik Ali al-Sahihien,
Kitab al-Ahkam (Beirut: Dar al-Kitab al-Alamiya, 1416 AH) H99:4 H7006

⁹ - محمد بن الحسن اللحجوي التعالبي، الفكر السامي في تاريخ الفقه الاسلامي (مكة المكرمة: دار الباز 1995 ع)، 233:1

Muhammad bin Al-Hasan al-Hajwi al-Taalabi, Al-Fikr al-Sami fi Tarikh al-
Fiqh al-Islami (Makkah al-Mukarmah: Dar al-Baz 1995), 233:1

¹⁰ - اجتهدا کا تاریخی پس منظر، 44-45۔

.Historical Background of Ijtihad, 44.45

¹¹ - علی محمد معوض، تاريخ التشريع الاسلامي 520:1۔

.Ali Muhammad Maawad, History of Islamic Law 520:1

¹² - صحيح بخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ 6:2657 ح 6855؛ مسلم بن
حجاج قشيري، صحيح مسلم - كتاب الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله (بيروت: دار احياء التراث العربي
1405 هـ)۔

AH 6855; 2657:6 Sahih al-Bukhari, Kitab al-Itsam in Kitab wal Sunnah, :

Muslim bin Hajjaj Qashiri, Sahih Muslim - Kitab al-Iman, Chapter of Al-Amr

Baqtal al-Nas even Yaqu lu la ilaha illallah (Beirut: Darahiya al-Tarath al-
Arabi 1405 AH)

- ¹³ - احمد بن علی جصاص، احکام القرآن (بیروت: دار احیاء التراث العربی 1405ھ)، 4/ 324-326۔
Ahmad Bin Ali Jisas, The Commandments of the Qur'an (Beirut: Darahiya al-
.Trath al-Arabi 1405 AH), 4/ 324-326
- ¹⁴ - محمد عبد العظیم زر قانی، مناهل العرفان (لبنان- دار الکتاب)، 184۔
Muhammad Abd al-Azeem Zarqani, Manahl al-Irfan (Lebanon-Dar al-
.Kitab), 184
- ¹⁵ - تقی عثمانی، علوم القرآن (کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 1415ھ)، 178۔
Taqi Osmani, Sciences of the Qur'an (Karachi: Maktaba Darul Uloom, 1415
.AH), 178
- ¹⁶ - محمد بن حسن الحجوی الشعالی، الفکر السامی فی تاریخ الفقہ (رباط: ادارة المعارف، 1340-
1345ھ)، 2: 377، 374 محمد خضری، تاریخ التشریع الاسلامی (قاہرہ: دارالتوزیع والنشر الاسلامیہ، 1427ھ)،
89-92۔
Muhammad bin Hasan al-Hajwi al-Thalabi, Al-Fikr al-Sami fi Tarikh al-
Fiqh (Rabat: Adarat al-Maarif, 1340-1345 AH), 2: 377, 374 Muhammad
Khizri, Tarikh al-Tashree al-Islami (Cairo: Dara al-Tawzi wal-Nashr al-
.Islamiyya, 1427 AH)), 89.92
- ¹⁷ - وزارت اوقاف کویت، الموسوعة الفقهية 27-30۔
.Ministry of Awqaf Kuwait, Al-Musawat al-Fiqhiyyah 27.30
- ¹⁸ - محمد بن ادریس شافعی، کتاب الام (بیروت: دارالمعرفہ، 1393)، 273۔
Muhammad bin Idris Shafi'i, Kitab al-Ilam (Beirut: Dar al-Marifah, 1393)
.273
- ¹⁹ - مصطفیٰ زر قاء، المدخل الفقہی العام، 1: 199، 202۔
.Mustafa Zarqa, al-Mudkhal al-Fiqhi al-Aam, 1: 202, 199

²⁰ - احمد بن علی خطیب بغدادی، تاریخ بغداد (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1413ھ)، 13/368؛ ابوالحجاج یوسف بن الزکی مزی، تہذیب الکمال (بیروت: موسسۃ الرسالہ، 1400ھ)، 443۔

Ahmad bin Ali Khatib Baghdadi, History of Baghdad (Beirut: Dar al-Kitab al-Ulamiya, 1413 AH), 13/368; Abu al-Hajjaj Yusuf bin al-Zaki Muzzi, Tehzeeb al-Kamaal (Beirut: Mussat al-Risalah, 1400 AH), 443.
²¹ - قاضی عیاض بن موسی بن عیاض، ترتیب الماراک و تقریب المسالک (بیروت: دار مکتبۃ الحیاء، 1967ء)، 1:93۔

Qazi Ayyad bin Musa bin Ayyad, Tartib al-Mararak wat Qarib al-Masalik (Beirut: Dar Maktab al-Hiyayat, 1967), 93:1.

²² - احمد بن الحاج المکی السدراتی، تقریب المسالک لموطا الامام مالک (مکتبۃ علوم الحدیث النبوی، 2001ء)، 1:41۔
Ahmad bin al-Hajj al-Makki al-Sadarati, Taqreeb al-Masalik for Mawta al-Imam Malik (School of Sciences of Hadith Al-Nabawi, 2001), 41:1.

²³ - محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی، ارشاد الفحول (دار الفضیلہ، 1421ھ)، 1:150۔
Muhammad bin Ali bin Muhammad bin Abdullah al-Shaukani, Irshad al-Fahul (Dar al-Fuzila, 1421 AH), 150:1.

²⁴ - محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الام (مصر: مکتبۃ دار الوفا، 1422ھ)، 7:265۔
Muhammad bin Idris al-Shafa'i, Kitab al-Alam (Egypt: Dar al-Wufa School, 1422 AH), 265:7.

²⁵ - ابن بدران عبد القادر، المدخل الی مذہب امام احمد بن حنبل (بیروت: موسسۃ الرسالہ، 1421ھ)، 1:85۔
Ibn Badran Abd al-Qadir, al-Mudkhal al-Dahlam of Imam Ahmad ibn Hanbal (Beirut: Masisat al-Rasalat, 1421 AH), 85:1.

²⁶ - پروفیسر اختر الواسع، محمد فہیم اختر ندوی، فقہ اسلامی تعارف و تاریخ (لاہور: مکتبۃ قاسم العلوم، 2011ء)، 88۔
-97-

Professor Akhtar Al Wasi, Muhammad Faheem Akhtar Nadvi, Introduction and History of Islamic Jurisprudence (Lahore: Maktaba Qasim Uloom, 2011),

.88-97

²⁷ - ایضاً: 100-101۔

Ibid:100-101